قرآن اور بائیبل کی اُخت ہارونؑ

شبیر محمد سعید

۱۔ سورۂ مریم قرآن کی انیسویں سورہ ہے۔ یہ نبوت کے پانچویں سال ہجرتِ حبشہ سے پیشتر مکہ میں نازل ہوئی۔ اس سے قبل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی یہودی عالم کا کوئی رابطہ ثابت نہیں ہے۔ اس سورہ کی آیت ۲۸ میں حضرت مریم علیہا السلام کی کنیت 'اخت ہارون' مرقوم ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ حضرت مریمؑ نے بن بیاہے محض اذن الٰہی سے، کسی مرد سے تعلق کے بغیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا۔ اس واقعہ کا ذکر سورہ کی آیت ۲۷ میں یوں بیان ہے:

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ	پس وہ اس کو گود میں اٹھائے ہوئے
قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا	اپنی قوم کے پاس آئی۔ لوگوں نے کہا مریم یہ تو
فَرِيًّا ۝	تونے بڑا پاپ کر ڈالا۔"

اور پھر انھوں نے تعجب اور نفرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اسے یوں خطاب کیا:

يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ	اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ کوئی
امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ۝	برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت
(مریم:۲۸)	تھی۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہارون کون تھا، جس کو حضرت مریم کا بھائی کہا گیا ہے؟ اگر اس واقعہ کو غور سے دیکھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ یہود نے حضرت مریم اور

ان کے بچے (حضرت عیسیٰ) کو دیکھتے ہی ان کے باعزت گھرانے کے لوگوں کا ذکر کیا اور ان کا نام لئے بغیر ان کے بظاہر فعلِ شنیع پر لعن طعن کیا ہے۔[۵] ظاہر ہوتا ہے کہ مریم کا یہ بھائی ہارون اور ان کے والدین قوم کے جانے پہچانے ہم عصر لوگ تھے، جن کا ذکر کر کے حضرت مریم کو شرم دلانا مقصود تھا۔

۲۔ عربی زبان میں عہد نامہ قدیم، یعنی تورات میں بہت قدیم زمانہ کی ایک عورت مریم کا ذکر یوں آیا ہے:

فاخذت مریم النبیۃ اخت	تب ہارون کی بہن مریم نبیہ نے دف
ھارون الدف بیدھا وخرجت	ہاتھ میں لیا اور سب عورتیں دف لئے ناچتی ہوئی
جمیع النساء وراءھا بدفوف	اس کے پیچھے چلیں۔
ورقص۔	(خروج: ۱۵: ۲۰)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مریم، جن کا ذکر 'اخت ہارون' کہہ کر کیا گیا ہے، کون تھیں؟ مذکورہ بالا بیان کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مریم حضرت موسیٰ و ہارون کی بہن تھیں۔ اس امر کی مزید وضاحت توریت کی کتاب گنتی (۲۶: ۵۹) سے ہوتی ہے۔ جہاں عمرام (جس کا معرب عمران ہے) کے تینوں بچوں یعنی ہارون، موسیٰ اور مریم کے نام دیئے گئے ہیں۔

۳۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ سورۂ مریم کی آیات ۲۷ اور ۲۸ میں مذکورہ مریم جسے 'اخت ہارون' کہا گیا ہے، وہی پرانے زمانے کی مریم تو نہیں تھی، جسے کتاب خروج میں 'اخت ہارون' کہہ کر پکارا گیا؟ یہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ سورۂ آلِ عمران کی آیت ۳۵ میں حضرت مریم کی والدہ کو "امراۃ عمران" (عمران کی بیوی) کہا گیا ہے اور سورہ تحریم کی آیت ۱۲ میں حضرت مریم کو "ابنتَ عِمرانَ" (عمران کی بیٹی) کہا گیا ہے۔ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ 'عمران' اور 'عمرام' مترادف نام ہیں اور 'عمران'، دراصل، عبرانی لفظ 'عمرام' کا معرب ہے، جسے توریت میں AMRAM لکھا گیا ہے۔ کتاب گنتی (۲۶: ۵۹) کے مطابق یہ عمران تین بچوں حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور زمانۂ قدیم کی مریم کے والد تھے۔

اوپر کے دونوں پیروں ا، اور ۲ کو تیسرے پیراگراف کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حضرت عیسٰی کی والدہ (حضرت مریم) اور توریت کی کتابِ خروج میں مذکورہ مریم کے والد اور دونوں کے بھائی بھی ہم نام تھے۔ کیا والد اور بھائیوں کے ناموں کے اشتراک سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآنِ مجید جو توریت کے بعد نازل ہوا، اس میں نعوذ باللہ، غلطی سے پہلے زمانہ کی مریم کو زمانۂ مابعد کی مریم کے ساتھ خلط ملط کر دیا گیا ہو، جیسا کہ بعض مستشرقین نے اعتراض کیا ہے۔ اس ضمن میں اعتراض تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں سامنے آ گیا تھا، اس لئے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نجران گئے تو وہاں کے عیسائیوں سے اس امر پر ان کی گفتگو ہوئی تھی۔ احادیث کی تین مستند کتابوں: مسند احمد، ترمذی اور مسلم میں اس مضمون کی روایات موجود ہیں۔ ہم ان میں سے نمونہ کے طور پر مسلم کی روایت درج کرتے ہیں:

عن المغیرۃ بن شعبۃ قال لما قدمت نجران سألونی فقالوا انکم تقرؤن یا اخت ھارون، و موسٰی قبل عیسٰی بکذا وکذا فلما قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألتہ عن ذلک فقال انھم کانوا یسمون بانبیاءھم والصالحین قبلھم۔

(مسلم: کتاب الآداب)

حضرت مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نجران کی طرف بھیجا تو ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ کیا تم 'یا اخت ہارون' نہیں پڑھتے؟ حالانکہ حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی (علیہما السلام) کے مابین جو عرصۂ دراز گزرا ہے، وہ معلوم ہی ہے۔ پس میں نہیں جانتا تھا کہ کیا جواب دوں۔ جب میں رسول اللہ کے پاس لوٹا، تو میں نے آپ کو اس کے متعلق آگاہ کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: کیا تو نے انھیں یہ نہیں کہا کہ بنی اسرائیل اپنے گزشتہ پیغمبروں اور اپنے سے پہلے نیک لوگوں کے نام پر نام رکھ لیتے تھے۔[۲]

ظاہر ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب مختصر بھی تھا اور کافی بھی۔ یعنی

بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت ہارون کے نام پر حضرت مریم کے ایک بھائی کا نام رکھا گیا تھا۔ اور اسی لئے حضرت مریم کو اپنے بھائی ہارون کی نسبت سے 'اخت ہارون' کہا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور ان کی بہن مریم، تینوں کے والد عمرام، کے نام ہی کی نسبت سے حضرت مریم کے والد کا نام 'عمران' رکھا گیا۔ خود حضرت مریم کا نام بھی گزشتہ زمانہ کی مریم (ہمشیرہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون) کے نام پر رکھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بائیبل کی مروجہ کتب میں حضرت مریم کی ہم نام اور ہم عصر کئی عورتوں کے نام بھی 'مریم' مذکور ہیں۔ ایسے رسم و رواج تو آج تک جاری ہیں۔ نجران کے عیسائیوں کے اعتراض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مریم (ہمشیرہ حضرت ہارون و موسیٰ) اور مریم (والدہ حضرت عیسیٰ) کے زمانوں کے درمیان طویل مدت حائل تھی۔ قرآن مجید کی سورہ بقرہ کی آیت ۸۷، سورہ مائدہ کی آیت ۴۶ اور سورہ حدید کی آیات ۲۶-۲۷ میں اس بعد زمانی کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں ہم سورۂ بقرہ کی آیت ۸۷ کا ترجمہ، بطور ناقابلِ تردید شہادت پیش کرتے ہیں۔

> "اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد پے درپے رسول بھیجتے رہے اور ہم نے (ان کے بعد) مریم کے بیٹے عیسیٰ کو واضح معجزات عطا کئے کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول تمہاری نفسانی خواہشات کے خلاف احکام لے کر آیا تو تم تکبر کرنے لگے؟ پھر ان نبیوں میں سے بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو تم قتل کر ڈالتے تھے۔"

یہی نہیں، بلکہ قرآن نے تو دونوں نبوتوں (یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ) کے درمیانی طویل عرصہ میں مبعوث ہونے والے کئی دوسرے نبیوں کے نام تک اکثر و بیشتر کی سورتوں میں ہیں۔ مثلاً حضرت الیاس، حضرت الیسع، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت یونس، حضرت ذوالکفل، حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام وغیرہ۔

اب ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مابعد کے چند عیسائی اور یہودی علماء کے اعتراضات کا خلاصہ پیش کرتے ہیں، جن کا سلسلہ زمانہ حال تک پھیلا ہوا ہے۔ پہلا قابلِ

ذکر معترض ریونڈرمرشی (REV MARRACCIO,) تھا۔ عیسائی دنیا میں اس کے علمی مقام اور قدرو منزلت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ وہ پوپ الونسینٹ یازدہم کا توبہ دہندہ CONFESSOR تھا۔ اس نے لاطینی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا، تو پوپ کے ایما پر، جا بجا اس میں اپنے یہ اعتراضات جڑ دیئے۔ یہ اعتراضات قرآن، میں (مع عربی متن اور ترجمہ) موجود ہیں۔ جو اٹلی کے شہر پاڈوا سے ۱۶۹۸ء میں شائع ہوا۔ اس کے اعتراضات کا لب لباب درج ذیل ہے:

"جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم (MAHOMET) نے مریم کو، جو ہمارے خدا عیسٰی کی ماں تھی، سورہ آل عمران میں ہارون کی بہن کہہ دیا ہے۔ وہ اسے عمرام کی بیٹی اور ہارون کی بہن کے ساتھ خلط ملط کر رہا ہے اور جیساکہ ہم دیکھ چکے ہیں مسلمان اس قسم کی شدید غلطیوں کو غلطیاں نہیں سمجھتے بلکہ انھیں صحیح ثابت کرنے کی جائز و ناجائز کوششیں کرتے رہتے ہیں، جو مضحکہ خیز اور لاحاصل ہوتی ہیں۔ میری (MARY) (مریم، والدہ حضرت عیسٰی) تو ہارون کی نسل سے بھی نہیں، وہ تو جوڈا (JUDA) کی نسل سے تھی اور اس کا اپنا کوئی بھائی اتنا پاک باز اور ولی صفت نہیں ہو سکتا تھا، جس کا نام ہارون ہو۔ اول تو وہ بانجھ اور نامراد والدین کی اکلوتی بیٹی تھی۔ اگر ہم یہ فرض بھی کریں کہ اس کا کوئی اپنا بھائی، جس کا نام ہارون تھا، اس کے بعد پیدا ہوا ہوگا، تو وہ اُس وقت بہت کم عمر ہوگا اور پھر، عفت شعاری کی بنا پر، مثال ہی بیان کرنا مقصود تھا تو اسے کسی ایسی عورت سے تشبیہہ دینا مناسب ہوتا جیسی جوڈتھ (JUDITH) تھی، یا اگر اسے کسی مرد ہی سے تشبیہہ دینا تھی، تو یوسف بن یعقوب یا الیاس (علیہما السلام) سے تشبیہہ دی ہوتی۔ بہرحال اس قسم کی بے معنی دلیل بازی کو ایک طرف رکھ کر غور کیا جائے کہ جھوٹ موٹ کے لوگوں کے نام ہی بتانے مقصود ہوں تو پھر اس سے زیادہ ناقابلِ توجیہہ دوسرا کوئی عمل نہیں ہو سکتا۔"

دوسرا قابلِ ذکر معترض ریورنڈ فادر ٹسڈل (REV FATHER TISDALL) اپنی کتاب "اسلام کے مآخذ" (THE SOURCES OF ISLAM) کے صفحات ۱۵۱ - ۱۵۰ میں لکھتا ہے:

"سورہ مریم قرآن کی انیسویں سورہ ہے۔ اس کی آیات ۲۷، ۲۸ میں یوں مرقوم ہے: "جب مریم (ہمارے خدا عیسیٰ کی پیدائش کے بعد) اسے اپنے قبیلہ کے یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس لائی تو انھوں نے کہا: مریم! تونے تو دراصل ایک انھونی بات کر ڈالی ہے۔ اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ بدکار تھا اور نہ تمہاری ماں خدائی احکام کی خلاف ورزی کرنے والی تھی۔" ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خیال میں میری (والدہ عیسیٰ) اور مریم (موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کی بہن) ایک ہی عورت تھی۔ سورۂ تحریم کی آیت ۱۲ میں میری (مریم) کو عمران کی بیٹی کہا گیا ہے جس سے اس خیال کی مزید تائید ہوتی ہے۔ کتاب گنتی (۲۶:۵۹) میں عمرام (AMRAM,) کا ذکر، موسیٰ، ہارون اور مریم یعنی تینوں بہن بھائیوں کے والد کے طور پر کیا گیا ہے۔ نیز تورات کی کتابِ خروج (۱۵: ۲۰) میں مریم کو ہارون کی بہن کے لقب سے پکارا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کتاب خروج کے اسی باب سے مریم کا لقب نقل کیا ہے۔ ہمارے آقا اور خدا عیسیٰ کی والدہ کو اس عورت (مریم (MIRIAM,) سے منطبق کر کے جو عیسیٰ سے ایک ہزار پانچ سو ستر سال پیشتر گزری تھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بظاہر تفاوتِ زمانی کی شدید غلطی کھائی ہے۔ اس کا اور کوئی جواز نظر نہیں آتا، سوائے اس کے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہودیوں کی اس روایت کو تسلیم کر لیا ہو جس کے مطابق مریم پر موت کے فرشتہ کو غلبہ اور دسترس حاصل نہ تھی اور یہ کہ وہ خدائی بوسے سے جاں بحق ہوئی۔ اور اس کی نعش کرم خوردہ ہونے سے محفوظ رہی۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اہل یہود کو اس روایت کے باوجود جس پر انھیں یقین تھا، یہ دعویٰ کرنے کی

جرأت نہ ہوئی کہ وہ یہ اعلان کرتے کہ مریم (.MIRIAM) جو موسیٰ کی بہن
تھی حضرت عیسیٰ کے ظہور تک زندہ رہی اور انھوں نے مذکورہ مریم کو میری
(مریم والدہ عیسیٰ) بنانے کی جسارت کی۔"

یاد رہے کہ یہ کتاب ابتدا میں فارسی زبان میں "ینابیع الاسلام" کے عنوان سے لکھی گئی تھی۔ بعدازاں سر ولیم میور (,SIR WILLIAM MUIR) نے اس کا انگریزی میں خلاصۃً ترجمہ کیا تھا۔

تیسرا اہم معترض ربی گائیگر (,RABBI GEIGER) ہے۔ اس نے اپنی کتاب "یہودیت اور اسلام" (JUDAISM AND ISLAM) کے صفحات پر یہی اعتراض رقم کیا ہے۔ ایک اور عیسائی معترض پادری جان ایم آرنلڈ (JOHN M. ARNOLD) اپنی تصنیف۔ ISLAM AND ITS HISTORY, CHARACTER AND RELATIONS TO CHRISTIANITY کے صفحات ۱۳۵۔ ۱۳۶ پر اپنے اعتراض کا اندراج یوں کرتا ہے:

(MIRIAM) مریم کو ہارون کی بہن اور عمران کی بیٹی کہہ کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا ہے کہ اس کے گمان میں (کنواری) مریم (.MIRIAM) اور (موسیٰ و ہارون کی بہن) مریم (MIRIAM) ایک ہی عورت تھی۔ اور کسی مسلمان کی کوئی دلیل اس گمان کو دور نہیں کر سکتی۔"

سر ولیم میور (SIR WILLIAM MUIR) نے ۱۸۶۱ء میں لندن سے چار جلدوں میں (حیات محمد) (صلی اللہ علیہ وسلم) (LIFE OF MAHOMET) شائع کی۔ اس کی جلد ۲ کے صفحات ۲۸۱۔ ۲۸۲ پر وہ یوں رقم طراز ہے:

"قرآن کی تیسری سورہ کی آیت ۳۵ میں مریم کی والدہ کو عمران کی بیوی کہا گیا ہے۔ اسی لئے بعض مستشرقین نے جائز طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے موسیٰ کی بہن (مریم) کو حضرت عیسیٰ کی والدہ (مریم) کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے۔ لیکن مریم (والدہ حضرت عیسیٰ) کے والدین کے روایتی نام تو یوآخیم اور حنہ تھے اور یہ عین ممکن ہے کہ ان معاملات

میں چونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خبر و آگہی دینے والے یہودی ہوا کرتے تھے اور ان کے نزدیک 'عمرام کی بیٹی'، اور 'موسٰی کی بہن'، بدنام (NOTORIOUS) مریم ہی کے القاب وانتساب تھے اس لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہی القاب وانتساب عیسٰی کی والدہ میری (یعنی مریم) کے ساتھ متعلق کر دیئے۔ لیکن یہ نہ سوچا کہ اس کالازمی نتیجہ طویل تفاوتِ زمانہ کی غلطی ہوگا۔"

خود سر ولیم تسلیم کرتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس تفاوت زمانہ کا بخوبی علم تھا۔ اور وہ مریم (ہمشیرہ حضرت موسٰی) کو مریم (والدہ حضرت عیسٰی) نہ بنا سکتے تھے۔ وہ ایسی غلطی ہرگز نہیں کر سکتے تھے۔ دراصل سر ولیم میور نے مرکبِ اضافی کو خدائی القاب وانتساب تصور کرلیا ہے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔

مندرجہ بالا معترضین کے علاوہ بہت سے دیگر مستشرقین نے بھی اس قسم کے اعتراضات کئے ہیں۔ مثلاً پرنسٹن یونیورسٹی کے یہودی پروفیسر ڈاکٹر ٹوری (DR. TORREY,) نے FOUNDATION OF ISLAM, کے صفحات ۵۸ اور ۶۷ پر، پروفیسر لیمنز (PROF. LAMMENS) نے ISLAM, BELIEFS AND INSTITUTIONS کے صفحات ۳۸، ۳۹ پر پروفیسر ہٹی PROF. HITTI, نے HISTORY OF THE ARABS کے صفحہ ۱۲۵ پر پرنسٹن یونیورسٹی کے فلسفہ کے پروفیسر ڈاکٹر کافمن (DR. WELTER KAUFMANN) نے RELIGIONS IN FOUR DIMENSIONS کے صفحہ ۱۶۴ پر، یہودی مصنف (RAPHAEL PATAI.) نے ۱۹۷۳ء میں THE ARAB MIND کے صفحات ۷۰، ۷۱ پر اور ENCYCLOPAEDIA BRITANNICA مطبوعہ ۱۹۲۹ء اور مطبوعہ ۱۹۶۰ء کی جلد ۱۳ کے صفحات ۷۹، ۸۴، ۸۷ اور JEWISH ENCYCLOPAEDIA کی جلد ہفتم کے صفحہ ۵۳۹ پر اسی طرز کے اعتراضات کا ذکر کیا گیا ہے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ایڈنبرا یونیورسٹی کے شعبۂ عربی کے پروفیسر MONTGOMERY WATT نے PROF. ARBERRY, کے انگریزی ترجمہ قرآن کے معاون کے طور پر ۱۹۶۷ء میں لندن سے ایک کتاب

COMPANION TO THE QURAN, شائع کی۔ پروفیسر موصوف نے مخصوص شاطرانہ انداز میں اعتراض کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ قرآن کے ظہور سے پیشتر ہارون، مریم اور عمران کے متعلق جاہلیت کے عربِ قدیم میں غلط روایات رائج تھیں جنھیں درست کرنا قرآن نے مناسب نہ سمجھا۔ بظاہر اپنے زعم میں پروفیسر موصوف نے حضرت مریم کے والد عمران، اور بھائی ہارون کے ناموں کو جو قرآن میں مرقوم ہیں غلط تصور کیا ہے۔ لیکن ان کو تو اسی صورت میں غلط کہا جا سکتا تھا جب پروفیسر موصوف ان کے صحیح ناموں کی نشاندہی کر دیتے، جو ان کی کسی مصدقہ اور مروجہ انجیل یا مذہبی تاریخ سے مل سکتے۔ لیکن اس ضمن میں بلاشبہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت مریم کے والد یا بھائی کے نام وہاں سے نہیں ملتے۔ چنانچہ جان ایل میکنزی نے اپنی DICTIONARY OF BIBLE. کے صفحات ۵۵۱، ۵۵۲ پر بڑے واشگاف الفاظ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ حضرت مریم کے والد، والدہ اور دیگر رشتہ داروں کے ناموں کا ذکر وہاں بالکل نہیں ہے۔

کاش پروفیسر صاحب اپنی بلند علمیت کے پیشِ نظر اپنی مزعومہ روایات کا متن اور حوالہ ہی پیش فرما دیتے۔ لیکن ایسا کیونکر ہو سکتا تھا جب کہ ان کا مقصد تو اپنی علمیت کا حق ادا کرنا نہیں، بلکہ قرآن کے وحی الٰہی ہونے کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنا تھا۔

دیگر تمام معترضین کے اغراض و مقاصد بھی تقریباً یہی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ چند مستشرقین حق جو اور علم دوست بھی ہیں، جو باوجود مذہبی اختلاف کے تلاشِ حق کا فریضہ سرانجام دینے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں جارج سیل اور جرمن پروفیسر گیروک (PROF. GEROCK,) کا ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ آخر الذکر نے CHRISTOLOGY DES KORAN, صفحات: ۲۴، ۲۵ پر لکھا ہے کہ:

> "حضرت مریم کو قرآن مجید میں کسی ایک جگہ بھی حضرت موسیٰ کی بہن کہہ کر نہیں پکارا گیا۔"

ان کا یہ استدلال بھی درست ہے، کیونکہ حضرت موسیٰ کا ذکر قرآن میں اگرچہ ۱۳۶ جگہ آیا ہے، اور حضرت مریم کا ۳۴ مقامات پر، لیکن ان میں سے کسی ایک جگہ بھی اشارۃً یا کنایۃً حضرت

موسیٰ سے حضرت مریم کی کوئی حقیقی رشتہ داری یا نسبت ظاہر نہیں کی گئی۔ اسی طرح حضرت ہارون سے بھی حضرت مریم کا کوئی خاندانی رشتہ نہ تھا۔ حضرت ہارون کا ذکر ۱۹ دفعہ قرآن میں وارد ہوا ہے۔ ان تمام مقامات کا بنظرِ غائر مطالعہ کرنے اور ان کے سیاق و سباق پر غور کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہاں جس ہارون کا ذکر ہوا ہے وہ حضرت موسیٰ کے بھائی تھے۔ ان کے وزیر بنے اور خود بھی رسالت سے سرفراز ہوئے۔ بیسویں جگہ یعنی سورۂ مریم کی آیت ۲۸ میں جس ہارون کا ذکر ہوا ہے اس کے مطالعہ اور سیاق و سباق سے ہرگز یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہاں ذکر حضرت ہارون، برادرِ موسیٰ کا ہوا ہے، بلکہ درحقیقت یہ صدیوں بعد کے زمانے کا (حضرت مریم کا بھائی) ایک دوسرا ہارون ہے۔ جارج سیل اور ڈاکٹر وہیری (DOCTOR WHERY) نے تفسیر کی جلد دوم میں اس ضمن میں صفحات ۱۳، ۱۴ پر صحتِ قرآن کی یہ ناقابلِ تردید دلیل دی ہے:

> "دو بالکل مختلف اشخاص کے نام مشترک ہو سکتے ہیں، جیسے مریم (ہمشیرہ حضرت ہارون) اور حضرت مریم (والدہ حضرت عیسٰی) کے تھے۔ عین ممکن ہے کہ ان دونوں کے باپوں اور بھائیوں کے نام بھی ایک سے ہوں، جیسا کہ قرآن کے بیان کے مطابق والدہ حضرت عیسٰی اور بائیبل کے بیان کے مطابق ہمشیرہ حضرت ہارون کے نام ایک ہی یعنی مریم تھے اور ان کے باپوں اور بھائیوں کے نام بھی مشترک یعنی عمران اور ہارون تھے، لیکن اس سے یہ لازم تو نہیں آتا کہ مریم نامی دونوں عورتیں ایک ہی تھیں یا ہم عصر تھیں۔"

ریلینڈ (RELAND,) پریڈو (PRIEDAUX,) ہاٹنگر (HOTTINGER) مرشی (REV MARRACCIO) اور وہیل (WAHL) نے اس ضمن میں جو اعتراضات کئے تھے، جارج سیل نے ان کی بھی تردید کر دی تھی۔

ہم ذیل میں قرآن مجید میں موجود ان ۱۹ مقامات کا حوالہ درج کرتے ہیں، جہاں حضرت ہارون کا ذکر آیا ہے: البقرہ ۲: ۲۴۸، النساء ۴: ۱۶۳، الانعام ۶: ۸۵، الاعراف ۷: ۱۲۰-۱۲۲، الاعراف ۷: ۱۴۲، یونس ۱۰: ۷۵، مریم ۱۹: ۵۳، الانبیاء ۲۱: ۴۸، طٰہٰ ۲۰: ۲۵-۳۰، طٰہٰ ۲۰: ۷۰، طٰہٰ ۲۰:

۹۰-۹۱ ،طٰہٰ ۲۰: ۹۲ ، المومنون ۲۳: ۴۵-۴۸ ، الفرقان ۲۵: ۳۵ ، الشعراء ۲۶: ۱۰-۱۱ ، الشعراء ۲۶: ۴۵-۴۸ ، القصص ۲۸: ۳۳-۳۴ ، الصٰفٰت ۳۷: ۱۱۴-۱۱۵ ، الصٰفٰت ۳۷: ۱۲۰-۱۲۱ ۔

اب آیئے، ایک اور زاویہ سے دیکھتے ہیں کہ کیا قرآن مجید میں مذکور حضرت مریم (والدہ حضرت عیسٰی) کی صفات واوصاف وہی ہیں، جو مریم (ہمشیرہ حضرت ہارون) کے توریت میں مرقوم ہیں اور کیا ان صفات کے مطالعہ سے کوئی معمولی شائبہ بھی ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ قرآن نے دونوں مریموں کو خلط ملط کر دیا ہے۔

مریم (ہمشیرہ حضرت ہارون) توریت کے اپنے بیان کے مطابق نبیہ تھی، جب کہ مریم (والدہ حضرت عیسٰی) کو قرآن نبیہ نہیں کہتا۔ اول الذکر مریم نے حضرت ہارون کے ساتھ مل کر حضرت موسٰی پر حبشہ کی ایک غیر اسرائیلی عورت سے شادی کرنے کا الزام لگایا۔ (گنتی ۱۲: ۱) جس کی سزا کے طور پر وہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو گئی۔ (گنتی ۱۲: ۱۰) اور بعد میں حضرت ہارون کی سفارش پر حضرت موسٰی کی دعا کے نتیجے میں تندرست ہوئی، نیز، گنتی: ۲۰: ۲ کے مطابق وہ اپنی طبعی موت مری اور کادس، میں مدفون ہوئی۔ تورات میں اس کی روح کے خدائی بوسے سے قبض ہونے کا ذکر نہیں ملتا۔ جیسا کہ ربیّوں کی بے سند روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس حضرت مریم کے متعلق قرآن میں ان واقعات کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ۔ علاوہ بریں، قرآن میں مریم (والدہ حضرت عیسٰی) کی پاک طینتی، طہارتِ نفس اور عبادت گزاری کے تذکرے سورۂ آل عمران کے علاوہ سورہ انبیاء کی آیت ۹۱، اور سورہ تحریم کی آیت ۱۲ میں مذکور ہیں۔ اس کے برعکس مریم (ہمشیرہ حضرت ہارون) ان اوصاف سے متصف نہ تھیں ۔ اور نہ ان کا ذکر تورات کے کسی باب میں ملتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ قرآن میں اس بہتانِ عظیم، یعنی حرام کاری کے بے بنیاد الزام کا ذکر ملتا ہے، جو اہلِ یہود نے حضرت مریم (والدہ حضرت عیسٰی) پر لگایا تھا۔ اس کا ذکر سورۂ نسا کی آیت ۱۵۶ میں ہوا ہے، جب کہ اس الزام کے ذکر سے تورات عاری ہے۔ قرآن مجید کے اس بیان کو انسائیکلوپیڈیا ببلیکا (ENCYCLOPAEDIA BIBLICA) کی جلد ۳ کے کالم ۲۹۶۸ میں مندرج نوٹ ۲۱ ڈی سے بھی تقویت پہنچتی ہے اور پھر اہلِ یہود اپنی مریم پر، جو نبیہ بھی ہو حرام کاری کا الزام لگا بھی

کیسے سکتے تھے! مزید براں قرآن میں حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی بہن کا نام ایک دفعہ بھی نہیں لیا گیا، البتہ اختہ اور اختک سورۂ قصص اور سورۂ طٰہٰ کی آیات ۱۱، اور ۴۰ میں بالترتیب ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ گائیگر نے سورۂ قصص کے ذکر کو تو خود تسلیم کیا۔ لیکن سورۂ طٰہٰ والے ذکر سے انھوں نے چشم پوشی اختیار کر لی۔ ان دونوں مقامات پر جس واقعہ کا ذکر ہے۔ وہ فرعون کے محل کی طرف دریائے نیل میں تابوت کے بہنے سے متعلق ہے۔ جس میں نوزائیدہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ڈر سے ان کی ماں نے دریا برد کر دیا تھا اور اپنی لڑکی مریم (حضرت موسیٰ کی بہن) کو یہ ہدایت دی کہ وہ دور سے اس تابوت پر نظر رکھے۔ چنانچہ اس نے اپنی ماں کی ہدایت پر عمل کیا اور جب اس تابوت کو شاہی محل کے پاس، فرعون کی ملکہ نے اٹھا لیا تو اس نے ہوشیاری سے کہا کہ میں ایک ایسی دودھ پلانے والی کا پتا بتا سکتی ہوں، جو اس بچے کی پرورش کرے۔ یہ واقعات فرعون و موسیٰ کے زمانے سے متعلق ہیں، جو یقیناً حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ سے کئی صدیاں پہلے واقع ہو چکے تھے اور قرآن میں ان واقعات کا تذکرہ ملتا ہے۔ المختصر، حضرت مریم (والدہ حضرت عیسیٰ) اور مریم (ہمشیرہ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون) کو خلط ملط کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ دونوں مختلف زمانوں کی دو علیحدہ عورتیں تھیں، جن کے اوصاف اور کارنامے بھی مختلف تھے، البتہ ان کے نام ایک جیسے تھے۔ نیز، ان کے باپوں اور بھائیوں کے نام بھی مشترک تھے۔

یہاں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اخت اور اخ کے کثیر المعانی الفاظ پر روشنی ڈالیں تاکہ ہارون کے متعلق، جن کو سورہ مریم کی آیت ۲۸ میں، حضرت مریم کا بھائی بتایا گیا ہے، کوئی شک و شبہ نہ رہے۔ مذکورہ الفاظ عربی، عبرانی اور انگریزی میں صرف انہی بہن بھائیوں کے لئے استعمال نہیں ہوتے، جو ایک ماں باپ کی اولاد ہوں۔ بلکہ ایک ماں اور دوسرے باپ کی اولاد، حتیٰ کہ خالہ زاد، ماموں زاد اور چچا زاد بھی بھائی بہن کہلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم مذہب، ہم عقیدہ، ہم نسل اور ہم قبیلہ لوگوں کے لئے بھی ان کا استعمال ہوتا ہے اور مثیل اور نذیر کے معانی میں بھی ان کا استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، سورۂ ہود کی آیات ۵۰، اور ۶۱ اور سورۃ الاعراف کی آیت ۳۸۔ اور سورۃ الزخرف کی آیت ۴۸ ملاحظہ فرمائیں۔

جارج سیل نے تسلیم کیا ہے کہ مذکورہ ہارون حضرت مریم کا خالہ زاد بھائی ہو سکتا ہے۔

پھر یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ چاروں مصدقہ انجیلوں میں سے کسی ایک میں بھی نہ تو حضرت مریم کی والدہ کا نام بتایا گیا ہے نہ اس کے والد کا ہے "یوآخیم اور حنہ" تو یہ محض روایتی نام ہیں، جو ایک ایسی انجیل سے لئے گئے ہیں جسے یہود و نصاریٰ معتبر تصور نہیں۔ افسوس ناک پہلو تو یہ ہے کہ سر ولیم میور نے ان ناموں کے فرضی یا غیر تاریخی ہونے کا تو ذکر نہیں کیا لیکن ان جعلی ناموں کو بطور خانہ پری ظاہر ضرور کر دیا ہے۔ غالباً ایسا کر کے وہ قرآن مجید میں مذکورہ ناموں کو مشکوک بنانا چاہتے ہیں۔ ابھی تک عیسائیوں میں یہ امر بھی باعث نزاع ہے کہ لوقا اور متی کی انجیلوں میں جو نسب نامے، بظاہر حضرت عیسٰی کے مبینہ قانونی باپ کے حوالہ سے دیے گئے ہیں، وہ کس کے حوالہ سے دیے گئے ہیں۔ وہ کس کے توسط یا نسبت سے ہیں؟ مریم کے وسیلے سے ہیں یا حضرت عیسٰی کے نام نہاد باپ یوسف کے واسطہ سے، گو دونوں انجیلوں میں بالصراحت انھیں حضرت عیسٰی کے قانونی باپ سے وابستہ کیا گیا ہے۔ بہرحال اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ ان دونوں نسب ناموں میں بہت سے تضادات اور نقائص ہیں۔ متی، لوقا اور مرقس کی انجیلوں میں حضرت عیسٰی کے بھائیوں اور بہنوں کا ذکر بھی آیا ہے، لیکن ابھی تک حتمی طور پر یہ طے نہیں ہو سکا کہ وہ بھائی اور بہن باکرہ حضرت مریم کی حقیقی اولاد تھے یا نہیں۔

چنانچہ اس صورت میں وثوق کے ساتھ کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا کوئی بھائی نہیں تھا، جس کا نام ہارون تھا، درآں حالیکہ بھائی کی تعریف میں صرف حقیقی بھائی ہی نہیں، بلکہ دیگر رشتہ دار بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

رہا یہ الزام کہ حضرت مریم کی ماں چونکہ بانجھ تھیں اور ان کے والد بھی ضعیف و ناتواں تھے اس لئے حضرت مریم کا کوئی بھائی نہیں ہو سکتا تھا یا نہیں ہوا، ایک بہت کمزور بات ہے۔ آخر حضرت مریم خود بھی تو انہی، ماں باپ کی بیٹی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال قرآن میں موجود ہے۔ وہ بھی بہت بوڑھے تھے اور ان کی بیوی بانجھ تھیں اور پھر بھی، بحکم خدا، ان کے ہاں اولادِ نرینہ ہوئی۔ اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کی بیوی جو اولاد پیدا کرنے کی عمر سے گزر چکے تھے اور حضرت مریم کے قریبی رشتہ دار تھے، ان کے ہاں بھی حضرت عیسٰی کے

ہم عصر حضرت یحیٰ متولد ہوئے۔ برسبیل تذکرہ ہم یہ بھی واضح کردیں کہ لوقا کی بائیبل کے باب ایک کی آیت ۵ میں، حضرت مریم کی رشتہ کی قریبی بہن 'الزبتھ' (یعنی الیصابات، زوجہ حضرت زکریا) کو 'من بنات ہارون' لکھا گیا ہے۔ اس لحاظ سے، حضرت مریم کو بھی 'من بنات ہارون' ہی کہا جاسکتا ہے۔ یعنی حضرت ہارون کی نسل کی عورت یا ہارون کی بیٹی نہ کہ اخت ہارون۔ چنانچہ مذکورہ بالاقطعی شواہد کی بنا پر یہ بات ثابت ہے کہ حضرت مریم (والدہ حضرت عیسٰی) اور مریم (ہمشیرہ حضرت ہارون) الگ الگ عورتیں تھیں۔ لہٰذا ان دونوں کو خلط ملط کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دونوں کے زمانے مختلف تھے، دونوں کے خواص واحوال اوصاف وشمائل اور کارنامے بھی علیحدہ علیحدہ تھے۔ جس ہارون کی بہن (حضرت مریم) کا ذکر قرآن میں ہوا ہے، اس کا حضرت ہارون، برادر حضرت موسیٰ سے کوئی رشتہ نہ تھا۔ لہذا یہودیوں اور عیسائیوں کے اعتراضات سراسر بے بنیاد ہیں اور ان کی لاعلمی اور تعصب پر مبنی ہیں۔ اپنی اپنی طرز پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں وہ بہت حد تک ایک دوسرے سے متضاد بھی ہیں۔ مقصود ان سے حضرت مریم علیہا السلام کی آبرو مجروح کرنا ہے، جس کی تا ابد حفاظت کا بند وبست قرآن نے کردیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے:

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

(آل عمران: ۴۲-۴۳)

اور وہ وقت قابل ذکر ہے کہ جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ نے تجھے منتخب فرمایا اور تجھکو ہر قسم کی آلودگی سے پاک رکھا ہے اور سب جہانوں کی عورتوں کے مقابلہ میں تجھ کو چن لیا ہے۔ اے مریم تو اپنے رب کی فرماں بردار بن کر رہ اور سجدہ کیا کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کر۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

حوالجات

۱ے بائیبل کی ڈکشنری مولفہ ڈاکٹر ہیسٹنگز (ج ۳، ص ۸۰۔۴۰۔۴۱) کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل یہود اظہار نفرت اور لعن طعن کے وقت، نام لینے کی بجائے کنیت سے پکارا کرتے تھے۔

۲ے اس ضمن میں "انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھک" کی جلد ۹ صفحہ ۱۲۶ کا نوٹ اس حدیث کی صدائے بازگشت ہے۔

۳ے ہم افسوس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام کے یہ ہجے نقل کر رہے ہیں، تاکہ قارئین واقف ہوسکیں کہ ان مصنفین نے اسے اس طرح لکھا ہے۔ (اشراق۔ مئی ۱۹۹۳ء)

مسلم اینڈ عرب پرسپکٹیوز

بیت المقدس اور مسجد الاقصیٰ پر خاص نمبر

● بین الاقوامی شہرت کے حامل انگریزی مجلہ مسلم اینڈ عرب پرسپکٹیوز نے مسئلہ فلسطین پر اپنے خصوصی شمارہ

کا تیسرا اور آخری حصہ بیت المقدس اور مسجد الاقصیٰ پر خاص نمبر کی صورت میں شائع کر دیا ہے ● مسئلہ فلسطین پر یہ خصوصی اشاعت ۴۶۰ صفحات پر مکمل ہوئی ہے تیسرے حصہ کے صفحات ۱۶۸ ہیں۔ اس حصہ میں بیت المقدس کی تاریخ، مسجد اقصیٰ کے خلاف یہودی اور عیسائی سازشیں، مسجد اقصیٰ کے نیچے کھدائی، بیت المقدس کے عربوں کے خلاف اسرائیلی پالیسیوں وغیرہ وغیرہ پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے ● مسئلہ فلسطین پر یہ خاص نمبر ایک مختصر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے عام قارئین اور ریسرچ اسکالرز دونوں مستفید ہو سکتے ہیں ● تیسرا حصہ ۷۵ روپے (بیرونِ ملک بذریعہ ہوائی ڈاک ۱۰ ڈالر) اور تینوں حصوں کا سٹ ۱۹۵ روپے (بیرون ملک بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۷ ڈالر) میں دستیاب ہے۔ مستقل خریداری کی صورت میں اسکو مندرجہ ذیل سالانہ شرح پر پچاس فیصد رعایت کے ساتھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ہندوستان (افراد) ۱۵۰ روپے (ادارے) ۳۰۰ روپے) بیرون ملک بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۵ ڈالر (ادارے ۴۶ ڈالر)

مسلم اینڈ عرب پرسپکٹیوز کا مقصد اسلام اور مشرق وسطی پر سنجیدہ تحریریں پیش کرنا ہے۔

ایڈیٹر: ڈاکٹر ظفر الاسلام خاں

THE INSTITUTE OF ISLAMIC AND ARABIC STUDIES
P.O.Box 9701, 84 Abul Fazl Enclave, New Delhi 110025 India